سیرت و سوانح

عبدالرشید عراقی

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

(۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دینی علوم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی جامع کمالات تھے، تمام علوم دینی میں تبحرِ کامل رکھتے تھے۔ تفسیرِ قرآن، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ جیسے تمام علوم میں یگانۂ روزگار تھے۔ حدیث سے زیادہ شغف تھا اور آپ نے سب سے زیادہ توجہ حدیث کی طرف مبذول فرمائی۔

تفسیر و علوم قرآن

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قرآنِ مجید کے علوم و معارف اور تفاسیر پر وسیع نظر رکھتے تھے، اِس فن پر کافی عبور تھا اور اس کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔

فقہ فقہ اور اصولِ فقہ میں مہارتِ تامّہ رکھتے تھے اور فقیہ کی حیثیت سے بھی ممتاز تھے۔ محی السنۃ والاجاہ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

"حدیث میں مہارت سے زیادہ اُن کو فقہ میں دستگاہ حاصل تھی"[۱]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

---

[۱] تقصار جیود الاحرار، ص ۱۴

"حنفی فقہ کی کتابوں پر اُن کو جس قدر عبور حاصل تھا وہ حیطۂ بیان سے باہر ہے۔"[1]

تصوّف وسلوک

حضرت شیخ عبدالحق پر تصوّف کا رنگ غالب تھا اور سلسلۂ عالیہ قادریہ سے زیادہ مناسبت تھی اور اُن پر اسی نسبت کا زیادہ غلبہ تھا۔[1]

حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کو حدیث سے خاص شغف اور عبور حاصل تھا۔ آپ نے اس فن سے عمر بھر اشتغال رکھا اور اس کی گوناگوں مفید علمی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ہندوستان میں علمِ حدیث کو غیر معمولی فروغ دیا اور حجاز سے واپسی کے بعد ساری عمر اس کی آبیاری کی۔ شیخ عبدالحق نے اس علم کی طرف زیادہ توجہ اس لیے کی کہ کتاب وسنت کے بجائے دوسرے علوم وفنون کی طرف لوگوں کی زیادہ توجہ دی گئی۔ لوگوں پر معقولات ومنقولات کا زیادہ اثر تھا، جس کی وجہ ضلالت اور بدعت کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ اس لیے حضرت شیخ نے اصل حقیقت کو روشناس کرانے کے لیے احادیث کی جانب زیادہ توجہ کی اور آپ نے اپنی زندگی کا مقصد احادیث کی نشر واشاعت کو قرار دیا۔ آپ نے احادیث کے رجال واسناد، اصول ومتون کی تدوین وتحقیق کی، اسرار وغوامض کی عقدہ کشائی کی اور کتبِ حدیث کے شروح وحواشی لکھ کر اس خزانے کو عام کیا۔ مولانا آزاد بلگرامی کے بقول آپ نے حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی ترقی وترویج میں جو کارنامہ سرانجام دیا، وہ متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے بھی ہندوستان میں انجام نہیں دیا۔[3]

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کی حدیث کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں ایک زرّیں کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے حدیث کے درس وتدریس اور اس کی ترقی وتوسیع

---

[1] اتحاف النبلاء ص ۳۰۴   [2] تذکرۃ المحدثین، ج ۳، ص ۲۱۹

[3] مآثر الکرام ج ۱ ص ۲۱۰۔

کا ایک ایسا وسیع نظام و سلسلہ قائم کر دیا جو اُن کے بعد مدّتِ دراز تک جاری رہا۔ حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کا نام بہت ممتاز ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی ابتدا حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے کی اور یہ کہنا پڑے گا کہ حدیث کی اشاعت اور ترقی میں اس کی تخم ریزی کرنے والے پہلے شخص حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی تھے—

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

> "ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد ہی سے علمِ حدیث معدوم تھا، یہاں تک کہ اللہ نے اس سرزمین میں اپنا فضل و احسان کیا اور یہاں کے بعض علما، جیسے شیخ عبدالحق محدّث دہلوی وغیرہ کو اس علم سے نوازا۔ شیخ ہندوستان میں علمِ حدیث کو لانے اور اس کے باشندوں کو اس کا فیضِ عام کرنے والے پہلے شخص ہیں۔"[1]

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

> "فنِ حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالحق محدّث دہلوی بن سیف الدین بخاری (م ۱۰۵۲ھ) کو منتخب فرمایا۔ اُن کے ذریعے علمِ حدیث کی اشاعت بہت عام ہوئی۔ دارالسلطنت دہلی میں مسندِ درس آراستہ فرمائی اور اپنی ساری کوشش و صلاحیت اس علم کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی اور اس علم کی نشر و اشاعت میں بڑی جدّ و جہد کی۔"[2]

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں:

> "اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی، جس نے عہدِ جہانگیری میں اپنی جہانگیری کا سکّہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کی شاہی دارالسلطنت کو ہمیشہ کے لیے علومِ دین کا دارالسلطنت بنا دیا۔

---

[1] الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ، ص ۷۰ [2] الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، ص ۱۳۷

اور جس کی نسبت اہلِ علم کا اعتراف ہے :

" اوّل کسے کہ تخمِ حدیث در ہند کشت او بود " گو نئی تاریخ کی روشنی میں بزرگوں کا یہ پُرانا مقولہ صحیح نہیں تاہم معنوی حیثیت سے اس کی سچائی میں کوئی شک نہیں۔ مولانا عبدالحق محدّث دہلوی کی ذات وہ ذات ہے جس نے ہندوستان میں رہ کر حدیث کے سربمہر خزانہ کو وقفِ عام کیا اور دل پسند محققانہ تصنیفات کے ذریعہ سے علماء کے ظاہر و باطن، دونوں کی محفلوں سے تحسین و آفرین کی داد وصول کی "۔[۱]

مولانا مسعود عالم ندوی (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۰۰ء) لکھتے ہیں :

" مجدّد صاحب کے کارناموں کے ساتھ ان کے معاصر شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی خدمات کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اُن کی ذات سے شمالی ہند میں علمِ حدیث کو زندگی ملی اور سنّتِ نبویؐ کا خزانہ ہر خاص و عام کے لیے عام ہو گیا۔ ہمارے نزدیک حدیث کی خدمت اور کتبِ حدیث کی مزاولت خود بخود دین کی سچی روح سے قریب کرتی ہے۔ اگلے علماء اور صوفی بس متأخرین کی فقہ اور معقولیات میں اُلجھ کر رہ گئے اور کم از کم شمالی ہند میں حدیث کا عام چرچا نہ ہو سکا اور بددینی اور بدعقیدگی کا بڑا سبب یہی ہے۔ شیخ عبدالحق نے اس جہل کو دُور کرنے کی کوشش کی اور اس لیے ہم آج اُن کے شکرگزار ہیں اور ان کی علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں "۔[۲]

مولانا مسعود عالم مرحوم دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" سندھ اور گجرات کے ساحلی علاقوں کو چھوڑ کر شمالی ہند میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) بلکہ امام ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) سے پہلے سنّت کی گرم بازاری نہیں ہوئی "۔[۳]

---

[۱] مقالاتِ سلیمان، ج ۲، [illegible] [۲] الفرقان لکھنؤ، شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۳۷

[۳] ایضاً، ص ۲۰

مولانا عبیداللہ سندھی (م ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) لکھتے ہیں :

"ہندوستان میں اشاعتِ حدیث اُس وقت ہوئی جب ۱۱ویں صدی کی ابتداء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی حرمین سے تشریف لائے اور دہلی میں قیام پذیر ہو کر تقریباً ۵۰ برس تک حدیث کا درس دیا۔" [1]

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں :

"بہر حال حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے جس وقت مسندِ درس بچھائی، اُس وقت شمالی ہندوستان میں حدیث کا علم تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے اِس تنگ و تاریک ماحول میں علومِ دینی کی ایسی شمع روشن کی کہ دُور دُور سے لوگ پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ علومِ دینی خصوصاً حدیث کا مرکزِ ثقل گجرات سے منتقل ہو کر دہلی آ گیا۔ ۱۱ویں صدی ہجری کے شروع سے ۱۳ویں صدی کے آخر تک علمِ حدیث پر جتنی کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں اُن کا بیشتر حصہ دہلی یا شمالی ہندوستان میں لکھا گیا۔ یہ سب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اثر تھا۔" [2]

حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج کے سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کی ایک نمایاں خدمت یہ بھی ہے کہ انہوں نے صحیحین (بخاری و مسلم) کو نصابِ درس میں شامل کیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں :

"شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ عرب سے کم سے کم مشکوٰۃ، مؤطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے نسخے لائے اور اُن کو درس میں داخل کیا۔" [3]

سید صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں :

---

[1] الفرقان لکھنؤ، شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۳۶۸ [2] حیاتِ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی، ص ۴۳،
[3] مقالاتِ سلیمان، ج ۲، ص ۷۵۔

" بہر حال رفتہ رفتہ عرب سے کتابیں ہندوستان آنے لگیں اور اس بارۂ خاص میں سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور ان کے بعد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی 'فیوض حرمین' کا ممنون ہونا چاہیئے"۔[1]

افضل العلماء ڈاکٹر عبدالحق مدراسی حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مرتبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں :

" شاہ صاحب کی ہمت اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں علمِ حدیث کو فروغ حاصل ہوا۔ شاہ صاحب کے خاندانی ماحول اور تربیت اور سفرِ حرمین شریفین کی وجہ سے اُن میں وہ دو لیتیں اُبھر آئی تھیں، جن کی بدولت ہندوستان میں علمِ حدیث کے احیاء اور ترقی و ترویج و اشاعت کا سہرا اُن کے سر رہا"۔[2]

فقہ و حدیث میں تطبیق

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ۵۰ برس تک دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ خدمتِ حدیث میں آپ کا ایک نمایاں مقام ہے ۔ تاہم خدمتِ حدیث کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہہ بھی تھے اور فقہ حنفی پر کاربند تھے، جیسا کہ محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں :

" فقیہ حنفی و علامۂ دین حنیفیٔ ملت، اما بہ محدّث مشہور است"۔[3]

علمائے کرام نے اس سلسلہ میں جو رائے قائم کی ہے اس کا ماحصل اس طرح ہے :

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) لکھتے ہیں :

" اپنے وطن دہلی سے ۲۲ سال کی عمر میں تحصیلِ علوم کے بعد زیارتِ حرمین سے مشرّف ہوئے اور کئی سال تک فنِ حدیث کی تکمیل کے بعد وطن کو مراجعت کی اور اس فن کی خدمت کرنے لگے۔ چنانچہ لمعات شرح عربی مشکوٰۃ اور اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادۃ وغیرہ نہایت عمدہ

---

[1] مقالاتِ سلیمان، ج ۲، ص ۹۷
[2] تقصار جیود الاحرار، ص ۱۱۲
[3] حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، پیش لفظ ص ط

خدمتیں ہیں۔ اگرچہ ان تصانیف میں عموماً اپنے مذہب حنفی کی تائید کی ہے اور شانِ محدثین کے لائق فتح الباری وغیرہ کتب کی تحقیقات سے اپنی کتب کو مزین نہیں کیا، لیکن پھر بھی بہت سے مسائل میں فقہائے حنفیہ کے مقابلہ میں اہلحدیث کی جانب کو ترجیح دی ہے جو غنیمت ہے۔ آپ کی تحقیقاتِ حدیثیہ کا ماخذ زیادہ تر ابن ہمام کی فتح القدیر اور علامہ عینی کی شرح بخاری ہے جو خود مذہبِ حنفی کی تقلید کے ملتزم تھے اور شرح مشکوٰۃ میں زیادہ تر طیبی اور مرقاۃ مصنفہ ملا علی قاری وغیرہما سے لیا ہے۔" [1]

مولانا ضیاء الدین اصلاحی رکن دارالمصنفین اعظم گڑھ و ایڈیٹر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ لکھتے ہیں کہ :

"شیخ کے زمانہ میں فقہی فروع و جزئیات اور عقلی علوم کا عام چرچا تھا۔ اس کی وجہ سے لوگ کتاب و سنت کے علوم سے ناآشنا اور اُن کے دلائل سے ناواقف تھے اور تقلید عام تھی۔ بعض ساحلی علاقوں کو چھوڑ کر پورے ملک میں حنفی فقہ کا رواج تھا۔ سلاطین بھی اسی مذہب سے وابستہ تھے اور علماء و مشائخ بھی جمود و تعطل کا شکار تھے۔ ایسے دور میں شیخ عبدالحق نے کتاب و سنت سے براہِ راست استفادہ کی دعوت دی اور اس نصاب میں حدیث کی کتابیں شامل کیں تاکہ فقہی جمود کا خاتمہ ہوجائے۔ وہ خود حنفی تھے، مگر محض مقلد نہ تھے بلکہ محقق حنفی تھے۔ ان کی نظر حدیث پر بڑی گہری تھی"۔[2]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے خدمتِ حدیث میں ایک اور کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ حدیث کی کتابیں جو عربی میں تھیں اُن کا فارسی میں ترجمہ اور شرحیں لکھیں۔ اس لیے کہ اُس وقت ہندوستان میں فارسی کا عام رواج تھا اور عربی زبان سے لوگ زیادہ واقفیت نہ رکھتے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء) لکھتے ہیں :

" حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی جس دور میں علم و تعلم کے بانی

(باقی صفحہ ۸۳ پر)

---

[1] "تاریخ اہلحدیث"، ص ۳۸۹ [2] تذکرۃ المحدثین، ج ۳، ص ۲۱۸۔